۲۵ر فروری ۱۹۱۰ء

خطبہ جمعہ

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلاَمُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلاَمُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ (جامع الصغیر) ہر دو رکعت کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ جس قدر کوئی احسان کرے اسی قدر اس سے محبت بڑھتی ہے اور ایثار پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا (جامع الصغیر) اللہ نے ہم پر کیا کیا احسان کئے ہیں۔ معدوم تھے' وجود دیا' پھر وجود بھی انسانی دیا۔ پھر مسلمان پیدا کیا اور مسلمانوں میں بھی اس مذہب پر چلایا جو کسی صحابی کو برا نہیں کہتا۔ میں نے تاریخ کی بڑی بڑی کتابیں پڑھی ہیں' تَشْیِیْدُ الْمَطَاعِن بھی۔ مگر ان کے مطالعہ کے بعد بھی میرے دل میں صحابہ کی محبت کے سوا کچھ نہیں۔ پھر ہم مسلمانوں کے اس فرقے سے ہیں جو اہل بیت سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ پھر اس نے مجھ پر تو یہ غریب نوازی بھی کی کہ میں وہ گروہ جو اہل اللہ' صوفیاء اور اولیاء کا ہے ان کے اقوال کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ سہروردی' چشتی' قادری' نقشبندی' حضرت خواجہ عثمانؒ' خواجہ معین الدینؒ' حضرت فرید الدین شکر گنج' حضرت

نظام الدین اولیاءؒ‘ حضرت چراغ دہلویؒ‘ حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ‘ حضرت نقشبند خواجہ باقی باللہؒ‘ حضرت مجدد سرہندیؒ‘ حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ‘ حضرت ابو الحسن شاذلیؒ‘ حضرت احمد رفاعیؒ‘ یہ تمام گروہ ہی مجھے محبوب نظر آتا ہے۔ پھر اس مولیٰ نے یہ احسان کیا کہ مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا اور ہر ضرورت کے موقع پر میری دستگیری کی۔ ایک دفعہ ایک امیر کے لئے میں نے عظیم الشان تحفہ تیار کیا اور اس کے پیش کیا۔ مگر اس نے میری روٹی بھی نہ پوچھی۔ ایک ہتھیار میں نے ایک امیر کے پیش کیا۔ دیکھ کر کہنے لگا پسندیدہ ہے۔ آپ ہی رکھیئے۔ پس کیا ہی محسن ہے میرا مولیٰ جو بلا مانگے مجھ پر اتنے احسان کرتا ہے۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ کے یہ معنے ہیں کہ زبان سے اگر ہم تعریف کریں‘ ثناء کریں‘ غرض تمام شکر گزاریاں جو زبان کے ذریعہ سے ادا ہو سکتی ہیں وہ خدا ہی کے لئے ہیں اور اسی کے لئے ہونی چاہئیں۔ اسی طرح بدن کے ذریعہ کوئی شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور جو عبادت بدن ادا کرتا ہے مثل سجدہ‘ حج‘ روزہ‘ نماز تو وہ بھی اللہ ہی کے لئے ہے۔ اسی طرح کل مالی عبادتیں بھی اسی اللہ کے لئے ہیں۔ رزق ہماری ضرورت سے پہلے پیدا ہوتا ہے۔ ہم ابھی ماں کے پیٹ سے باہر نہ آئے تھے کہ چھاتیوں میں دودھ آیا۔ جو نمک ہم آج سالن میں کھاتے ہیں وہ مدت ہوئی کہ کان سے نکل چکا ہے‘ پھر وہاں سے بڑے شہر میں پہنچا‘ پھر اس گاؤں کی دکانوں میں آیا‘ پھر ہمارے حصہ کا الگ ہو کر گھر آیا‘ پھر ہانڈی میں سب کے لئے تھا تو لقمہ کے ساتھ لگ کر میرے منہ میں آیا۔ اسی طرح کپڑے کا حال ہے۔ غرض کیا کیا احسان ہیں اس مولیٰ کے۔ پس مالی شکریہ بھی اسی کے لئے ہونا چاہئے۔ یہ غلط ہے کہ خدا نے کسی کو مال دینے میں بخل کیا بلکہ اس نے تو فرما دیا ہے وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ (ابراھیم:۳۵)۔ پھر اس کے غلط استعمال یا اپنی شامت اعمال نے لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ (النساء:۶) کے ماتحت کسی کے لئے اس میں تنگی پیدا کر دی۔ پھر دوسرے درجہ پر محسن ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ کیا کیا تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگی ہوں گی۔ کیا سوز دل سے التجائیں کی ہوں گی تب یہ دین اسلام ہم تک پہنچا۔ پس اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ میں ہم اس کے لئے سلامتی کی دعا مانگتے ہیں کہ دین اسلام سلامت رہے۔ قیامت کے دن اس کی عزت میں فرق نہ آئے۔ وہ سید الاولین و الآخرین ثابت ہو۔ پھر اس چشمہ کو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ میں اور بھی بڑھایا ہے۔ جس قدر مخلوق میں اولیاء ہیں‘ خلفاء ہیں‘ نواب ہیں‘ مبلغین ہیں ان سب کے لئے سلامتی چاہی ہے۔ میں نے دیکھا کہ ایسی دعا سے بعض وقت آسمان میں شور پڑ جاتا ہے۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۹--- ۳ / مارچ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)